

وفیات

اسیرِ مالٹا حضرت مولانا عزیز گلؒ

تحریک آزادی ہند المعروف تحریک شہی رومال کے عظیم رہنما

فیا ویلاہ علی فقیہ الاسلام! ویلخیباہ للمسلمین! بالآخر بقیۃ السلف، المجاہد فی سبیل اللہ
تحریک آزادی ہند اور جہاد حریت کے عظیم جرنیل، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے معتد و رازدار،
مخلص خادم و جاں نثار، چہیتے شاگرد و رفیق اسارت، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے مخلص ترین
رفیق، اکابر علماء دیوبند کی عظمتوں کے امین، حضرت مولانا عزیز گل صاحب مرحوم کی صورت میں ۱۰۲ سال
سے مرکز علم و العلوم دیوبند، پھر برصغیر کی وسیع تر سرزمین اور اب آخر میں سخی کوٹ کی ایک چھوٹی سی بستی
میاں گانوکھ کے کچی اور کہنہ عمارتوں میں فضل و کمال، ایمان و معرفت، جہاد و حریت، علم و عظمت اور زہد
ورع کی جو آخری شمع جل رہی تھی وہ اب ہمیشہ کے لئے بجھ گئی۔ یعنی ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ بمطابق
۱۶ نومبر ۱۹۸۹ء کو موصوف دنیا سے فانی ہوئے عالم بقا کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
بارہا یہ شعر پڑھا بھی تھا، سنا اور سنایا بھی تھا، مگر اب کے باروں کی دھڑکنیں گواہی دیتی ہیں کہ
جو کچھ کہا گیا تھا وہ گویا واقعہ مرحوم ہی کے سانحہ ارتحال کے لئے کہا گیا تھا۔

وما کان قیسٌ ہلک ہلک واحد

ولکنہ ، بنیان قوم تمدا

(قیس کا مرنا صرف ایک آدمی کا مرنا نہیں ہے۔ بلکہ پوری قوم کی بنیاد کا گر جانا ہے)

ایک جامع الکالات شخصیت

کون سے مولانا عزیز گلؒ؟ وہ جو علوم عربیہ کے فاضل، ایک ماہر اور باکمال مدرس، زہد و ورع کی

تسویر، فضل و کمال کا مجسمہ، ایک شخصیت منفرد لیکن ایک جہان دانش! بلکہ دنیا سے معرفت، ایک کائنات علم و عمل، ایک گوشہ نشین مجمع کمال، ایک بے نوا سلطان ہنر، میدان جہاد و تحریک حریت کا یگانہ، اکابر علمائے دیوبند کے علوم و معارف کا خزانہ، روح جہاد کا واقعہ اسرار تعلیمات جہاد اسلامی کا دانائے رموز دنیا کی دولت سے بے نیاز، اہل دنیا سے مستغنی، انسانوں کے رد و قبول اور عالم کی داد و تحسین سے بے پروا، گوشہ ذکر و فکر کا معتکف، وہ اپنی دنیا، دل کی دنیا بلکہ تمام برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں کا بے تاج بادشاہ، وہ ہستی جو پوری صدی سے زائد درس جہاد و حریت میں محو، ہر شے سے بیگانہ اور دنیا کے ہر شغل سے نا آشنا تھی۔

ان کی زندگی پوری امت کے لئے سرمایہ اعتماد اور ان کا وجود اور دعائیں ہمارے لئے ایک سہارا تھیں۔ افسوس! کہ مقبول و مستجاب دعاؤں کا وہ مرکز اور اعتماد و سہارا جاتا رہا۔

رفتم و از رفتن من عالمے تاریک شد

جس عظیم ہستی اور منبع فضل و کمال کی تدبیر و توصیف، کارہائے نمایاں کی اشاعت، استخلاص وطن اور جہاد آزادی کی نسبت سے ان کے عظیم خدمات کا تعارف کا فرض بار بار الحق کے صفحات میں ادا کیا جاتا رہا۔ آج انہی صفحات پر آفت زدہ اور نڈھال قلم کو اس سراپا علم و عمل اور مجسمہ اخلاص و جہاد کا ماتم کرنا ہے۔

حضرت مولانا عزیز گلؒ کی وفات کسی ایک خاندان، کسی ایک علاقہ، کسی ایک مکتبہ فکر یا صرف سرحدِ پاکستان کا ماتم نہیں بلکہ پوری قوم کا ماتم ہے۔ فضل و کمال کا، اخلاق و شرافت کا، سنجیدگی و متانت کا، اور عقل و رزانت کا ماتم ہے۔ فکر و اصابت کا، حریت و آزادی کا، اخلاق و ایثار کا، تاریخ جہاد اور مسلمانانِ عالم کے طالع و بخت کا ماتم ہے ع

مرثیہ ہے ایک کا اور نوحہ ساری قوم کا

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے لگائے ہوئے گلشنِ علم و عمل اور بہارِ اخلاص و للہیت کا یہ حسین پھول کھلا کر مرجھا گیا۔ غلامی اور محکوم کی ظلمتوں میں چراغِ حریت (حضرت مولانا عزیز گلؒ) اپنے اس دیہاتی کچے مکان میں..... جہاں وہ ایسی درویشانہ زندگی گزار رہے تھے جو حضرت شیخ الہندؒ کے غلمین کا طرہ اتیا

اور خود مولانا مرحوم کی طویل تاریخی زندگی کی سب سے زیادہ نمایاں خصوصیت رہی ہے، گل ہو گیا۔
مگر اس کے دھوئیں کی سیاہی سے جریدہ عالم پر یہ ہمیشہ لکھا نظر آئے گا
رقم و از رفتن من عالمے تاریک شد
من مگر شمع چوں رفتم بزم برہم ساختم

کچھ مسیحاتے کہ مردوں کو جلا کر چل دیئے

پندرہویں صدی کے اس پہلے عشرے میں امت نے کیا کیا گویا گوہر آبدار کھوئے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا
حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب، سالار قافلہ رفتہ نبوت حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، قائد ملت مولانا
مفتی محمود، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی، صدر وفاق مولانا محمد ادریس میرٹھی، قائد شریعت
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلوی، پیر طریقت مولانا حافظ غلام حبیب
نقشبندی اور اب تحریک آزادی ہند و جنوبیہ شیخ الہند کے آخری سپاہی مولانا عزیز گل مرحوم
علم والے علم کا دریا بہا کر چل دیئے واعظان قوم سوتوں کو جلا کر چل دیئے
کچھ سخنور تھے کہ سحر اپنا دکھا کر چل دیئے کچھ مسیحاتے کہ مردوں کو جلا کر چل دیئے

رستمی و مال کی تحریک اور تاریخی پس منظر

۱۸۵۷ء کے جہاد و حریت سے لے کر استقلال و آزادی برصغیر تک کا عہد مسلمانان ہند و پاک
کی دینی و فکری تاریخ کا اس لحاظ سے ایک نہایت ہی اہم تابناک اور درخشندہ باب ہے کہ اس دور
میں بر کوچک خصوصاً سرزمین دیوبند میں دارالعلوم دیوبند سے دین و دانش، علم و عمل، اخلاص و تقویٰ
زہد و ورع، دعوت و ارشاد، سلوک و تصوف، قربانی و ایثار اور جہاد و جان سپاری کی وہ بے مثال
تابعدہ روزگار اور جہاں تاب بستیاں پیدا ہوئیں کہ جن کی نظیر قرون متاخرہ میں شاذ ہے۔ ان المہ واکابر
کے بے شمار خصائص و مزایا ہیں۔ ان کی جامعیت، علوم منقولہ کی وسعت و عمق، علوم معقولہ کی جہارت
اور گہرائی، علوم قرآنی میں بصیرت، علوم حدیث کا شغف، بے نظیر تدریسی و تصنیفی خدمات، فتنہ مظلمہ
والحاد اور زندقہ کا کامیاب تعاقب و مقابلہ۔ احقاق حق و ابطال باطل کے لئے پیہم جہد و کوشش

اسلام کی سرفرازی، اعلاء کلمۃ اللہ، مسلمانوں کی بقا و حفاظت اور ملک و ملت کی آزادی کے لئے جہاد مسلسل کے ساتھ ساتھ للہیت و خشیت، محبت الہی، طہارت و تقویٰ، زہد و ورع، عشق نبوت و اتباع سنت، خلق سے استغناء و بے خوفی، ہمت و جرأت، قربانی و فدائیت ایسے بدیہی کمالات ہیں کہ کوئی بھی ذی ہوش اور منصف مزاج شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ ان علما ربانین و ائمہ ہدایت و بلا نوشان محبت کے قافلہ کے ایک فرد فرید و گوہر یگانہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ ہیں جن کے علوم بے کراں و فیوض حق رساں سے لاکھوں افراد بہرہ مند ہزاروں فیضیاب اور سینکڑوں باکمال بن کر نکلے۔ بارگاہ محمودیہ کے یہ مہر و ماہ اور تارے ایک سے ایک بڑھ کر درخشندہ و روشن ہیں۔ ہر ایک اپنی شان علمی و عرفانی شان محبوبی و دستانی اور ظاہری و باطنی تابانی میں اپنی مثال آپ ہے تاہم تلامذہ و سپاہ شیخ الہند کی فہرست میں مجاہد آزادی حضرت مولانا عزیز گلؒ کا نام و مقام جرنیلوں کی لسٹ میں ہے۔ جو اپنی ذات میں دائرہ علم جامع فتوں، مرکز فضیلت، منبع معارف و برکات، ظاہر و باطن کے مجمع البحرین، تقویٰ اور ورع کے آفتاب، میدان جنگ کے سپاہی، میدان جہاد کے شہسوار، مجمع الفضائل اور قدوہ عالم ہیں۔

حضرت مولانا عزیز گل کی خاندانی نجابت و شرافت

حضرت مولانا عزیز گل مرحوم قصبہ زیارت کا صاحب ضلع پشاور میں سادات کے مشہور و معروف خاندان کا کاخیل کے ایک ممتاز فرد ہیں۔ مرحوم کا خاندانی سلسلہ نسب ریشخ المشائخ حضرت رحمکار کا صاحب (جو جہانگیر اور شاہ جہاں کے عہد کے ایک بہت مشہور اور معروف بزرگ اور مرجع الخلائق ولی اللہ تھے) سے جاملتا ہے۔ اور کا کاخیل ہونے کی خاندانی نسبت بھی انہی سے قائم ہے۔

کا کاخیل خاندان شرافت و نجابت اور مکارم اخلاق میں ممتاز اور شہرہ آفاق ہے۔ لیکن اس خاندان کی بھی مختلف شاخیں ہیں۔ مولانا مرحوم کا تعلق جس شاخ سے ہے وہ پورے خاندان میں بزرگی شرافت، علوم دینیہ کے ساتھ خصوصی تعلق، روحانیت میں ممتاز اور گل سرسبد کی حیثیت سے مشہور اور متعارف ہے۔

مرحوم ۱۳۳۱ھ میں دارالعلوم دیوبند میں تحصیل علم سے فراغت حاصل کر کے حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک آزادی ہند کے مہین گئے۔ مرحوم نے تحریک کے بہت سے اہم اور عظیم الشان کام بڑی

قابلیت سے انجام دیے، حضرت شیخ الہندؒ کی جماعت کے پرجوش اور سرگرم رکن تھے۔

جہاد و حریت، استخلاص وطن اور تحریک لیشمی رومال

جہاد و حریت اور استخلاص وطن کی تحریکوں میں جس طرح حضرت شیخ الہندؒ کی عالمگیر اور بے مثال تحریک "یشمی رومال" کو تاریخ جہاد و آزادی میں ایک عظیم الشان مقام حاصل ہے اور جس طرح تحریک کا عظیم الشان منصوبہ، وسیع پروگرام اور نہایت پراسرار نقشہ کے مطابق پورے نظم و ضبط کے ساتھ دنیا میں اس کی سرگرمیاں انسان کو رطہ حیرت میں ڈال دیتی ہیں۔ اسی طرح حضرت شیخ الہندؒ اور ان کے جان نثاروں مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور ان کے رفقاء بالخصوص زندان مالٹا کے ساتھی حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا عزیز گلؒ نے جس صبر و استقامت، جان بازی اور بے جگری سے اس تحریک کا ساتھ دیا اپنے تو کیا، دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔ فرنگی استبداد کے خلاف یہ مروان حق اگر جان کی بازی نہ لگاتے اور اہل حق کا یہ قافلہ سب کچھ قربان نہ کرتا تو آج نہ صرف برصغیر بلکہ عالم اسلام اور ایشیا کا اکثر حصہ برٹش سامراج کا غلام ہی رہتا۔ حضرت مولانا عزیز گلؒ کی ذات قافلہ ولی اللہی و تحریک لیشمی رومال کے آخری جرنیل اور اس کے قافلہ کے راہ بقا پر جانے والوں میں آخری مسافر تھے۔ ان کی وفات کے بعد وہ دو جز انقلاب ہند اور جہاد آزادی کے اس ٹٹٹاتے ہوئے چراغ سے بھی عالم میں روشنی و درس آزادی اور انوار و برکات کا امین دور رہتا ختم ہو گیا۔ جہاد آزادی ہند اور تحریک لیشمی رومال، آکسفورڈ، کیمبرج، اور انگریزی درس گاہوں کی کائنات سے نہیں ان بوریا نشین علماء اور دینی مدارس کے فضلاء کی سرفروشانہ مساعی کا نتیجہ تھی جس کا جال حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ نے پورے ہند میں پھیلا دیا تھا۔

پاک و ہند اور ایشیا بھر میں اسلامی جماعت اور دینی مدارس کا جو عظیم اور وسیع جال پھیلا ہوا نظر آتا ہے یہ درحقیقت حضرت شیخ الہندؒ ہی کی تحریک کے مضبوط قلعے ہیں اور ان کی مشن کی تکمیل کے لئے آدم گری اور مردم سازی کے کارخانے ہیں۔ تحریک استخلاص وطن اور تحریک پاکستان میں حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ کا تاریخ ساز کردار درحقیقت شیخ الہندؒ ہی کی تعلیم و تربیت اور درس احیاء ملت کے ثمرات ہیں۔

شیخ الہند مشن کی تکمیل اور جہاد افغانستان

آج غیرت و حمیت کی سرزمین افغانستان میں دنیا کی سب سے بڑی طاقت روس سے نہتے اور بے سروسامان مگر حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی سے سرشار جذبہ جہاد و سرفروشی سے مالا مال افغان مجاہدین جن کی قیادت حضرت شیخ الہندؒ کی روحانی اولاد، علماء اور دینی مدارس کے فضلاء کر رہے ہیں اور جن میں بچہ اللہ انسٹی ٹیوٹ فیصد حصہ دار العلوم حقانیہ کا ہے۔ جس سرفروشی، جاں سپاری اور جذبہ جان نثاری سے مقابلہ کر رہے ہیں یہ سب تحریک شیخ الہندؒ اور اس کے بے لوث رہنما حضرت مدنیؒ اور مولانا عزیز گلؒ کی مساعی کی برکتیں اور ان کے مشن کی تکمیلی صورتیں ہیں۔ جو قدرت کی طرف سے افراد ملت کو مرحلہ وار پیش آرہی ہیں۔

ہندوپاک کیا، دنیا نے عالم میں شیخ الہندؒ مشن کی اشاعت و مقبولیت اور غیب سے اس کے لئے رجالِ کار کی فراہمی سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت کے تگوبنی امور میں جوں جوں زمانہ بڑھتا جائے گا تحریک شیخ الہندؒ بھی وسیع تر ہوتی چلی جائے گی۔

آج سب کو اعتراف ہے کہ جہاد افغانستان میں جو لوگ نہتے ہاتھ، بے سروسامانی کی حالت میں، انسانی اور اخلاقی قدروں کے دشمن روس، جو افغانستان کے راستے گرم پانیوں بلکہ خلیج عرب اور خاکم بدین آگے چل کر مرکز اسلام جزیرۃ العرب کو اپنی تلک و تازہ کامیڈان بنانا چاہتا ہے کامقابلہ کر رہے ہیں عزت و آبرو لٹوا کر، سفرو مہاجرت کی صعوبتیں برداشت کر کے، اپنے بچوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے کٹوا کر، فقر و فاقہ کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے، دین حق کی حفاظت اور اہل کفر کے استیصال و تعاقب میں مصروف عمل ہیں۔ یہ سب حضرت شیخ الہندؒ اور اس کے جان نثار اسارتِ مالٹا کے رفیق و معتمد ترین تلامذہ و خدام حضرت مدنیؒ اور مولانا عزیز گلؒ کا صدقہ جاریہ اور ان کے شاگردوں کے شاگرد بالخصوص قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ان کا علمی و علمی فیض، ان ہی کے جوشِ عمل اور جذبہ جہاد کا لگا یا ہوا پودا ہے جو ٹمراؤ ہو کر پھل پھول رہا ہے۔

مولانا عزیز گلؒ جنودِ ربانیہ کے جرنیل

حضرت مولانا عزیز گلؒ کا جنودِ ربانیہ کی فہرست میں کرنل کا عہدہ تھا۔ حاجی صاحب ترنگ نے

اور تحریک کے دوسرے اراکین تک خطوط اور پیغامات کا پہنچانا انہی کے ذمہ تھا۔ مرحوم حضرت شیخ الہندؒ کے چہیتے تلمیذ جس کی قدرے جھلک آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔ معتمد خاص تو تھے ہی، ذاتی اور جماعتی امور میں ان کے خزانچی بھی تھے۔ ۱۳۳۳ھ میں حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ حجاز گئے۔ اور جب حضرت شیخ الہندؒ کو گرفتار کر کے مالٹا میں نظر بند کر دیا تو یہ بھی ان کے ساتھ مالٹا میں نظر بند رہے اور اپنے پیرو مرشد اور شیخ و مربی سے قربت و خدمت، اعتماد و خاص و استفادہ اور بھرپور قلبی توجہ اور رعاعا حاصل کرتے رہے۔

حضرت مدنیؒ مولانا عزیز گلؒ کا تعارف کراتے ہیں

شیخ العرب والعم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کے معتمد رفقا، کار و خدام اور تلامذہ کی تعارفی فہرست پیش کرتے ہوئے اپنی کتاب "نقش حیات" میں حضرت مولانا عزیز گلؒ کے متعلق تحریر فرمایا:-

"مولانا عزیز گلؒ صاحب قصبہ زیارت کا صاحب ضلع پشاور کے باشندہ اور دارالعلوم کے فاضل اور حضرت شیخ الہندؒ کے خادم خاص ہیں مشن کے ابتدا سے ممبر رہے۔ اور نہایت مہتمم بالشان اور خطرناک کاموں کو انجام دیتے رہے۔ صوفی سرحد اور آزاد علاقہ (یاغستان) میں سفارت کی خدمات عظیمہ انہوں نے بہت انجام دی ہیں۔ خصوصاً حضرت شیخ الہندؒ ان پہاڑی علاقوں میں اپنے ہم خیال اور ہم نوا لوگوں کے پاس انہی کو بھیجا کرتے تھے۔ دشوار گزار اور خطرناک راستوں کو قطع کر کے نہایت رازداری اور بہت و استقلال کے ساتھ یہ بار بار آتے جاتے رہے ہیں۔ پہاڑی علاقوں اور ہولناک جنگلوں کو رات دن پیدل قطع کرتے رہے۔ حاجی تربگ زئی صاحب اور علامہ سرحد و یاغستان اور دیگر خوانین کو مشن کا ممبر بنایا۔ اور ان کے پاس پیغام و خطوط پہنچانا، ان کو ہموار کرنا، ان کا اور مولانا عبید اللہ صاحب مرحوم کا فریضہ تھا۔ جس کو ان دونوں حضرات نے اوقات مختلفہ میں انجام دیا۔ باوجودیکہ کسی، آئی، ڈی ان کے پیچھے لگی رہی۔ مگر انہوں نے کبھی

اس کو پتہ چلنے نہیں دیا۔ بارہا ان کو بھیس بدلنا اور انجان علاقوں میں سے گزرتا پڑا مگر نڈر ہو کر ان کو قطع کیا۔ ہر قسم کے خطرات میں بلا خوف و خطر اپنے آپ کو ڈالتے رہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے نہایت غلص اور فدائی ہیں۔ کسی قسم کا طمع اور غرض نفسانی نہیں رکھی۔ نہ حضرتؒ سے جدا ہوئے۔ لوگوں نے بہت کوششیں کیں کہ یہ جدا ہو جائیں۔ مگر انہوں نے گوارا نہ کیا۔ اور ہمیشہ عاشقانہ ولولوں کے ساتھ خدمت میں حاضر رہے۔ جتنی کہ مالٹا کی اسارت میں بھی نہایت دل جمعی سے شریک اور رفیق رہے۔ ہر قسم کی خدمت کو اپنے لئے خوش نصیبی سمجھا کئے۔ لوگوں نے ان کو سی، آئی، ڈی مشہور کیا۔ آواز سے کسے۔ حضرت کو بھڑکایا۔ بدظن کرنے کی کوششیں کیں۔ مگر حضرت مردم شناس دماغ اور قلب رکھتے تھے۔ ان کی طرف سے آخر تک بدظن نہ ہوئے۔ اور آخر وقت تک ان کو ساتھ رکھا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے رازدار اور مالی سرمایہ کے خزانچی اور معتد علیہ رہے۔ حضرت کی وفات کے بعد بھی عرصہ دراز تک حضرت کے مکان ہی پر قیام پذیر رہے۔ چونکہ ایام اشار مالٹا میں بلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس لئے بعض احباب کی کوششوں سے حضرت کی بھانجی کی لڑکی سے نکاح بھی ہو گیا۔ اس سے ان کے دولڑکے اور دولڑکیاں بھی ہوئیں جو کہ ماشاء اللہ اب جوان ہو گئے ہیں۔

ایام تحریک خلافت میں دیوبند خلافت کمیٹی کی صدارت کی خدمات انجام دیتے رہے۔ ضروریات معاشیہ کی بنا پر سوختہ (جلونی لکڑی) کی تجارت بھی کرتے رہے۔ پھر مدرسہ رحمانیہ رڑکی میں صدر مدرس ہو گئے۔ وہاں ہی ایک میم سے اس کی خواہش پر دوسری اہلیہ محترمہ کی وفات کے بعد نکاح کر لیا۔ اور اس اہلیہ کو لے کر وطن ضلع پشاور میں چلے گئے۔ اب وہاں ہی اقامت گزیر رہے ہیں۔

مولانا عزیز گل سی، آئی، ڈی رپورٹ کے آئینہ میں

لندن کے محافظ خانوں سے تحریک آزادی ہند المعروف بہ "ریشمی مال کی تحریک" کے سلسلہ میں

ریکارڈ فائلوں کی فوٹو کاپیاں اور اس سلسلہ کا اکثر مواد منظر عام پر آ گیا ہے۔ حضرت مولانا عزیز گلؒ کے متعلق سی آئی ڈی کی جو رپورٹ ہے وہ ریشمی رومال کی تحریک میں کون اور کیا تھا۔ سے نقل کر دی جاتی ہے تاکہ واضح ہو سکے کہ اپنوں نہیں پریوں بلکہ مد مقابل کے بڑے دشمن انگریز سامراج کی نگاہ میں ان کا مقام اور منزلت کیا تھی۔ چنانچہ سی آئی ڈی کی رپورٹ میں لکھا گیا ہے۔

”عزیز گل پسر شہگل کا کاخیل پٹھان درگئی شمال مغربی سرحدی صوبہ میں رہتا ہے

بڑا آتشیں مزاج ہے۔ ۱۔ جب وہ دیوبند میں طالب علم تھا۔ اس وقت سے

مولانا محمود حسنؒ کا پکا مرید ہو گیا تھا۔ ۲۔ بڑا اہم سازشی ہے۔ ہجرت کا بڑا

خواہشمند ہے ان لوگوں میں سے ایک ہے جنہوں نے ہمیشہ مولانا کو اکسایا ہے کہ

وہ جہاد کے لئے ہجرت کر جائیں۔ ۳۔ وہ دیوبند میں خفیہ جلسوں میں شریک ہوا

کرتا تھا اور ستمبر ۱۹۱۵ء میں مولانا محمود حسنؒ کے ہمراہ عرب گیا تھا۔ ۴۔ اس کے

سفر حجاز سے قبل مولانا محمود حسن نے اس کو آزاد علاقہ میں بھیجا تھا تاکہ حاجی صاحب

سید الرحمن اور دوسرے منحرف لوگوں کو مطلع کر سکیں کہ حضرت مولانا کا ارادہ

ہندوستان سے ہجرت کرنے کا ہے۔ نیز لڑائی کا اور جہاد کی تیاریوں کا مشاہدہ

کر سکے۔ وہ حضرت مولانا کے ہمراہ اس وقت بھی ٹھہرا رہا جب کہ ان کے اکثر

پیر اور مریدین ہندوستان کو واپس کر دئے گئے۔ ۵۔ یہ کہا جاتا تھا کہ عزیز گل

کو افغانستان لے جانا ہو گا لیکن بعد کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو

مکہ میں شریف مکہ کے حکم سے ۲ دسمبر کو یا اس کے لگ بھگ گرفتار کر لیا گیا اور

جدہ کو بھیج دیا گیا۔ جہاں سے ۱۲ جنوری ۱۹۱۷ء کو مصر روانہ کر دیا گیا۔ ۶۔ جنود

ربانیہ کی فہرست میں مولوی عزیز گل کا نام لے کر اسے کرنل دکھایا گیا ہے۔“

(جاری ہے)

کوئی قادیانی
استاذ اسلامیات کا مضمون نہیں پڑھا سکتا
اس پر عمل درآمد ہر مسلمان عاشق رسولؐ کا دینی فریضہ ہے
عالمی مجلس حفظ اہم نواقا مرکزی دفتر حضورؐ باغ روڈ ملتان، پاکستان